بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادب اور زندگی

انسانی زندگی کا آغاز صبحِ ازل سے ہوا اور اس کی رو پہلی کرنوں نے دنیا کے میدانوں میں رنگ اور حسن بکھیرے، تو اس سے زندگی کی چہل پہل شروع ہوئی۔..... انسانی چہل پہل نے زندگی کے ہنگاموں کو جنم دیا اور زندگی کے آسمان میں غم اور خوشیاں ابھرنے اور ڈوبنے لگیں، ..... بادِ بہاری نے پھولوں کی نکہتوں کو چھیڑنا شروع کر دیا، پھولوں کی کیاریوں مین کانٹے سرسرانے لگے تو ادب معرض وجود میں آیا۔

برسوں انسان ادب تخلیق کرتا رہا، کبھی پتھروں کی چٹانوں پر، کبھی لکڑیوں پر، کبھی صاف کی ہوئی جلد پر، لیکن اُسے علم نہ تھا کہ وہ کیا تخلیق کر رہا ہے، ...... ان میں سے بہت سا ادب ہواؤں میں اڑ گیا۔ کچھ زمین کے اندر دفن ہو گیا اور بہت سی تخلیقات کو سیلابوں اور طوفانوں نے نگل لیا..... پھر انسان نے مزید ترقی کی اور کاغذ ایجاد کر لیا۔ اس ایجاد نے ''ادب'' کے ساتھ برق رفتار پہیے لگا دیئے، ..... اب ادب نے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں، دوسرے سے تیسرے گاؤں اور تیسرے سے چوتھے گاؤن کا سفر کرنا شروع کر دیا... پھر یہ بڑے شہروں اور ثقافتی مراکز تک جا پہنچا اور پوری دنیا میں پھیل گیا۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے نبیوں اور رسولوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ نبی اپنے ساتھ بہت سے پیغام لیکر آتے، جنہیں وہ لکھ لیتے، ان کے ان نوشتوں کو صحائف کا نام دیا گیا۔ ان صحیفوں میں صحیح اور سچا ادب ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی اس کے بندوں کے ساتھ محبت کا ذکر ہوتا..... ارض و سما میں پھیلی ہوئی کائنات اور ان میں پوشیدہ حکمتوں کا بیان ہوتا، ..... ان صحیفوں میں سچے اور کھرے جذبے ہوتے اور ان کے الفاظ بھی بہت صاف

ستھرے اور سچے ہوتے تھے، بعض انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہامی خیالات کے اظہار کے لیے شاعری کا عطا کیا بھی اپنایا، اس طرح ادب میں گیرائی اور گہرائی پیدا ہوتی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس اور عظیم نبیوں کے ذریعے انسانیت نے اپنے جذبات اور احساسات کی عمدہ ترین انداز میں عکاسی اور ترجمانی کا فن سیکھا۔ سب سے آخر میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف ہوئے، جن پر نبوت بھی اختتام کو پہنچی اور ''ادب عالی'' بھی اپنے مرتبہ کمال کو پہنچا،...... پیغمبر آخر الزمان پر اترنے والا کلام اپنے معجزاتی اسلوب کی بنا پر، دنیا کے ادب میں ایک اچھوتی اور منفرد مثال ہے، اس کلام کو سن کر اور پڑھ کر بڑے بڑے شاعروں نے اپنے دیوان پھینک دیئے اور بڑے بڑے ادیبوں کے سر فرط ادب سے خم ہو گئے، انسانیت کو ایک پیغام ہدایت بھی میسر آیا اور ''ادب عالی'' کا عمدہ ترین اور اعلیٰ ترین نمونہ بھی ملا۔

نبی آخر الزمان نے قریش مکہ میں آنکھ کھولی اور بنو ہوازن میں تربیت پائی، کچھ اس بنا پر اور کچھ اس لیے کہ آپ سب سے بڑے روحانی منصب کے حامل تھے، آپ کی زبان دیبان آپ کے الفاظ وکلمات ایسے تھے کہ کوثر وتسنیم کو بھی مات دیں۔ بڑے بڑے فصیح و بلیغ لوگ، بڑے بڑے ادیب اور شاعر جب آپ کا کلام سنتے تو ششدر رہ جاتے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے، ادب کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا، اب ادب دعوت و اصلاح کا ہتھیار اور ذریعہ تھا..... مسلمان علما اور مبلغین فصاحت و بلاغت والے کلام کے ذریعے لوگوں کے اخلاق بنانے اور سنوارنے کا کام لینے لگے۔

پھر وقت نے پلٹا کھایا اور ادب کا ہتھیار آزاد...... اور گمراہ لوگوں کے پاس چلا گیا۔ اس کے ذریعے اشتراکیت نے اپنا پرچار کیا، قومیت اور وطنیت نے فروغ پایا۔ شاعروں اور ادیبوں نے ادب کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں کو بگاڑنا شروع کیا اور ''ادب عالی'' کے بجائے ''ادب سفلی'' تخلیق ہونے لگا۔ بیمار ذہن کے ادیبوں نے زرد اور سرخ ادب اگلنا شروع کر دیا۔ اس ادب نے معاشرے کو بیمار کر دیا اور ان ادیبوں کا پھیلایا ہوا یہ زہر معاشرے کی رگ رگ میں سرایت کر گیا۔

بقیہ صفحہ ۹ پر